خدا کے دین کی حفاظت میں ہی آپ کی زندگی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اگست ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾ (الرعد: ۱۲)

پھر فرمایا:

قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الرعد سے لی گئی ہے۔ کہنے کو تو یہ ایک ہی آیت ہے مگر بہت سے وسیع مطالب پر پھیلی پڑی ہے۔ اس کی وسعتیں حال ہی سے نہیں، ماضی سے بھی اور بہت دور کے ماضی سے تعلق رکھتی ہیں اور مستقبل سے ہی نہیں بلکہ بہت دور کے مستقبل تک اس کا اثر چلتا چلا جاتا ہے اور اس کے مضمون کا تعلق ہمہ گیر ہے۔ دنیوی امور سے بھی تعلق رکھنے والی آیت ہے اور دینی امور سے بھی۔ حفاظت کا مضمون بالعموم بھی بیان کرتی ہے اور بالخصوص بھی۔ یعنی دنیوی حفاظت کا بھی ذکر ہے اور دینی حفاظت کا بھی۔ وہ مضمون بھی اس آیت میں بیان ہوا جس سے جماعت بہت دیر سے معروف چلی آتی ہے یعنی مجددیت کا مضمون کہ کیسے خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی حفاظت فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا۔ جیسے ماضی میں توریت نے اس نبی کے پیغام کی حفاظت کی کوشش کی اور حفاظت کے مضمون باندھے اور

اس کی بنیادیں قائم کیں، ویسے ہی مستقبل میں اس کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ آئندہ بھی معقبات بھیجے گا۔ بہر حال یہ ایک بہت ہی وسیع اور تفصیلی مضمون ہے۔

میں صرف ایک خاص حصے سے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں اور ایک خاص حصے پر آپ کی توجہ مرکوز کروانی چاہتا ہوں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ وہاں ایک تو عام مضمون ہے یعنی ہر وہ ذات جو زندہ ہے وہ یونہی از خود زندہ نہیں ہے بلکہ قیوم خدا کی طرف سے اس کی حفاظت کے ایسے گہرے انتظام ہیں جو اس کی پیدائش سے پہلے سے چلے آرہے ہیں اور جو اس کے مرنے کے بعد تک بھی جاری رہیں گے۔ اس کے پیچھے بھی اس کی حفاظت ہے اور اس کے آگے بھی اس کی حفاظت ہے اور اس کی زندگی کے دوران بھی آگے اور پیچھے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں ورنہ زندگی کا از خود قائم رہنا ممکن ہی نہیں۔ لکھوکھہا ایسے محرکات موجود ہیں، لکھوکھہا ایسے اسباب موجود ہیں جن کو اگر زندگی پر غلبہ پانے کی اجازت دے دی جائے تو ان میں سے ایک بھی زندگی کو فنا کرنے کے لئے کافی ہے۔ بہر حال یہ ایک بہت ہی وسیع اور تفصیلی مضمون ہے صرف اشارۃً میں اس کا ذکر کر کے اب دوسرے حصے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں اور وہ ہے روحانی حفاظت۔

یہاں خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کا پیغام بھی مراد ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ میں سب سے زیادہ اہل حفاظت کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا اور فرمایا گیا کہ آپؐ کے پہلے سے ہی، آپؐ کی نبوت کے آغاز سے بھی پہلے سے خدا تعالیٰ نے آپؐ کے مضمون کی جس مضمون کو آپ نے دنیا میں پیش کرنا تھا اس کی حفاظت کا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا اور جتنے انبیاء آئے ہیں وہ اسی مضمون کی حفاظت کرتے چلے آئے تھے اور اس مضمون کو حفاظت کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے گئے۔ جس طرح ریلے ریس ہوتی ہے اس طرح ایک نبی سے دوسرے نبی اور دوسرے نبی سے تیسرے نبی تک مضمون منتقل ہوتے رہے اور بالآخر مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو امین ہیں۔ جن کے متعلق خدا نے فرمایا کہ آپ امانت کے اہل تھے آپؐ ہی اکیلے تھے جو امانت کا حق ادا کرنے کے لئے آگے بڑھنے کے اہل تھے چنانچہ آپؐ آگے بڑھے۔ ان تک باحفاظت یہ دین کی امانت منتقلی کی گئی جس کے پیچھے ایک بہت ہی لمبا گہرا حفاظت کا

مضمون چلتا ہے جس کی تفصیل بہت بڑی ہے۔ کئی پہلوؤں سے جب اس مضمون پر آپ غور کریں تو بڑے ہی دلچسپ مطالب سامنے روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور فرمایا کہ اس مضمون کی بعد میں بھی یعنی جو پیغام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کے کامل ہوگا جس کے یہ امین ٹھہرائے گئے ہیں ان کی قیامت تک اس پیغام کی حفاظت کا انتظام خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے اور ایسے معقبات خدا تعالیٰ بھیجتا چلا جائے گا کہ جب بھی اس پیغام کی روح کو یا اس کے جسم کو خطرہ لاحق ہوگا تو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ معقبات اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

یہاں ایک اور دلچسپ پیغام بھی ہے جو خاص طور پر آپ کے لئے ہے۔ فرمایا لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اس کے معاً بعد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یہاں اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ایسی قوم کی حالت نہیں بدلا کرتا یعنی اپنی نعمتیں اس سے نہیں چھینتا، اپنے پیار کا سلوک اس سے ترک نہیں فرماتا جو اس چیز کی حفاظت کرتیں ہیں جو ہم نے ان کو دی ہوئی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ میں یہاں وہ امانت آ گئی جو امانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے ایک قوم کے سپرد کی گئی۔ خدا یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ قوم اس امانت کی حفاظت کرے گی تو خدا تعالیٰ اس قوم سے اپنی نعمتوں کو نہیں چھینے گا۔ یہاں لفظ نعمت کا ذکر نہیں مگر اسی مضمون کی آیت دوسری جگہ ہے جہاں نعمت کا واضح ذکر موجود ہے۔ یعنی جتنی نعمتیں بھی خدا تعالیٰ نے اس قوم کو عطا کی ہوں جو وفاداری کے ساتھ خدا تعالیٰ کی امانت کی حفاظت پر مستعد ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان میں سے ایک بھی واپس نہیں لی جائے گی بلکہ جب تک وہ اس امانت کی حفاظت پر مستعد رہیں گے خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کے آگے اور پیچھے ان کی حفاظت کرتے چلے جائیں گے۔ تو یہاں مضمون حفاظت، ظاہری حفاظت سے دینی حفاظت کی طرف منتقل ہوا اور دینی حفاظت سے پھر دوبارہ دنیاوی حفاظت کی طرف منتقل ہوا ہے اور جامع بن جاتا ہے۔ صرف ظاہری نہیں بلکہ دینی دونوں مضامین پر مشتمل ہو جاتا ہے۔

تو ہمیں جتنے بھی خطرات اس وقت درپیش ہیں بحیثیت جماعت احمدیہ، ان پر دیکھیں کس طرح واضح طور پر تفصیل سے چسپاں ہونے والی آیت ہے۔ ہمارے جتنے خطرات ہیں ان میں سے

ایک بھی ایسا نہیں جو ہماری ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ تمام خطرات کا تعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی حفاظت کی کوشش سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی غرض وغایت ہی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو از سرنو زندہ کریں۔ وہ تمام حصے جو زوائد بعد میں داخل ہوئے ان کو نکال دیں اور جو کمیاں کر دی گئی تھیں اس پیغام میں، اندھیری صدیوں کے دوران ان کو دوبارہ بحال کریں اور پوری شان کے ساتھ، اس کامل حسن کے ساتھ جس حسن کے ساتھ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا گیا، اس کے نوک پلک درست کر کے اسی شکل میں دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کریں، اس کا نام مجددیت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک ہزار سال کے مجددیت کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سونپا گیا۔ بہت بڑا کام تھا کیونکہ چودھویں صدی سے پہلے تقریباً ہر صدی میں کچھ نہ کچھ نقائص ایسے رہے جن کو مجددین نے دور تو کیا مگر کچھ باقی رہ گئے اور وہ نقائص جمع ہوتے رہے۔ چنانچہ یہ ایسی شکل نہیں ہے کہ ہر صدی کے مجدد نے پچھلے سارے نقائص، ساری دنیا کے نقائص دور کر دیئے اور از سرنو بالکل اسی طرح اسلام کو شروع کر دیا یہ غلط تصویر ہے۔ حقیقی تصویر اگر آپ تاریخ پر نظر ڈال کے دیکھیں تو یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ نقائص مجدد کی چھاننی سے نکلے ہیں اور اگلی صدی میں بھی چلے گئے ہیں اور پھر کچھ اور جمع ہو گئے اور پھر وہ اس سے اگلی صدی میں منتقل ہو گئے۔ یہاں تک کہ پہلی تین صدیوں کی جو فضیلت تھی وہ جاتی رہی اور آخری جو صدیاں شروع ہوئیں ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات سے مثال دے دی۔ اگر سو فیصدی اسلام کا نور قائم رہتا بغیر کسی نقص کے اور بغیر کسی زیادتی کے تو ممکن ہی نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے کہ میرے بعد پہلی نسل پھر دوسری اور پھر تیسری نسل یہاں تک تو روشنی ہے اور اس کے بعد اندھیرے کا زمانہ شروع ہو جائے گا یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ مجددین کے آنے کے باوجود اگرچہ روشنی کی حفاظت ضرور ہوئی مگر تمام روشنی کی نہیں ہوئی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد جو کام ہوا وہ صرف ایک صدی کے دکھ دور کرنے کا کام نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لمبے زمانے تک اسلام پر جتنے بھی دکھ نازل ہوئے ان کے مجموعی طور پر ان کی شفا کا کام حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا اور جتنے بھی غلط تصورات اسلام کی طرف منسوب ہوئے ان کو صاف کرنے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا۔ جتنی کمیاں کردی گئی تھیں انہیں دوبارہ بحال کرنے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا، اور ہر احمدی جانتا ہے کہ اس کے سوا اس کا کام ہی کوئی نہیں، دعویٰ ہی اور کوئی نہیں، زندگی کا مقصد ہی اور کوئی نہیں۔

پس آپ جو تکلیف اٹھا رہے ہیں یا آپ کو جو خدشات ہیں وہ خالصۃً دین اسلام کی حفاظت کے لئے درپیش ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ تم اگر میرے پیغام کی حفاظت پر مستعد رہے تو میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ مولویوں نے آکے شور مچایا کہ ہم تعاقب کرنے آئے ہیں ان لوگوں کا جہاں جہاں جائیں گے تعاقب کریں گے۔ تم جتنا چاہو تعاقب کرلو۔ ہمیں تو چودہ سو سال پہلے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دے دی تھی اور فرمایا تھا کہ تمہارا تعاقب کرنے والے تمہارے پیچھے دوڑیں گے ہم تمہیں بتاتے ہیں لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ تمہارے آگے بھی خدا کے حفاظت کرنیوالے دوڑ رہے ہوں گے، تمہارے پیچھے بھی خدا کے حفاظت کرنے والے دوڑ رہے ہوں گے۔ کون ہے تمہارا تعاقب کر کے تمہیں نقصان پہنچا سکے۔

پس شرط یہ ہے اس عہد کے ساتھ لوٹنے والے واپس لوٹیں کہ جس عظیم امانت کی حفاظت کا عہد لے کر وہ ڈٹے ہوئے ہیں خدا کی راہ میں اور فیصلہ کر چکے ہیں کہ موت قبول کرلیں گے لیکن ایک انچ بھی اس کی حفاظت کے کام سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس عہد پر قائم رہیں اسی میں ان کی حفاظت ہے۔ اگر آپ خدا کے دین کی حفاظت پر مستعد رہیں اور وفادار ٹھہریں تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے لازماً آپ کے آگے اور پیچھے آپ کی حفاظت کریں گے اور جماعت احمدیہ کو کسی قیمت پر نہیں مٹنے دیں گے بلکہ ان تمام نعمتوں سے جماعت احمدیہ متمتع فرمائی جائے گی جو نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے غلاموں کو عطا ہوئی تھیں اور خدا فرماتا ہے ان میں سے کوئی نعمت بھی میں واپس نہیں لوں گا۔

اس خطاب کے بعد میں عمومی دعا کی تحریک کر کے اب اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں کیونکہ بہت سے دوست ہمارے باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں جو صرف خطبہ کی خاطر یہاں ٹھہرے ان کے جانے کے مختلف پروگرام ہیں اور ہوسکتا ہے بعضوں کے فلائیٹس کا وقت بھی قریب آرہا ہو، کسی نے انگلستان ہی دور کی جگہ جانا ہے لیکن چونکہ آئے ہوئے تھے اس لئے جمعہ یہاں پڑھنے کی خاطر ٹھہر

گئے۔ کچھ میرا خیال ہے ابھی کھانا کھانے والے بھی ہوں گے اس لئے اتنا ہی مضمون آج کے لئے کافی ہے۔

دعا کے لئے میں یہ تحریک کرتا ہوں، جاتے ہوئے بھی دعا کرتے چلے جائیں۔ بدنیتیں کم ہونے کی بجائے بڑھتی جارہی ہیں، ارادوں میں اصلاح کی بجائے بدی اور شرارت زیادہ ہوتی چلی جارہی ہے اور یہ سمجھا جارہا ہے کہ جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچانے میں ہماری زندگی ہے اور اتنے خود غرض لوگ ہیں کہ اگر اپنی بدجان کی حفاظت کے لئے ہزارہا معصوم جانیں ہلاک کرنی پڑیں تو ان کو قطعاً کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایسی خودغرضی اور ایسا ظلم طبیعتوں میں داخل ہو چکا ہے۔ ایسے لوگوں سے آپ کا واسطہ ہے اس لئے بہت زیادہ آپ کو خدا کی حفاظت کی ضرورت ہے اور قرآن کریم نے آپ کو راز بتادیا ہے خدا تعالیٰ کی حفاظت کا کہ تم دین اسلام کی حفاظت پر کمر بستہ ہو جاؤ اور اپنی حفاظت کا فکر خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے اوپر رہنے دو۔ اس کے فرشتے تمہاری حفاظت فرمائیں گے آگے اور پیچھے اور اتنی دور تک ان کی حفاظت کے اثرات جائیں گے کہ تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن ساتھ ہی معین طور پر دعائیں بھی کریں۔ ہم یہاں آپ کے لئے دعا گو ہیں اور جس حد تک پیش جاتی ہے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہیں اللہ ہمارے سب بھائیوں اور بہنوں اور بڑوں اور چھوٹوں کو اپنے پیار اور حفاظت میں رکھے اور ان کی طرف سے خوشیوں کی خبریں پہنچائے اور غم کی خبریں نہ دکھائے۔ بہرحال اللہ کی رضا پر ہمیں راضی رہنا ہے۔ اس کا فضل ہو، اس کا ابتلاء ہو جو کچھ بھی ہو ہم اس پر راضی رہیں گے انشاء اللہ اور کبھی بھی ناشکری کے کلمات زبان پہ نہیں جاری ہوں گے لیکن اپنے پیاروں کا دکھ بہرحال بعض دفعہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کے لئے دعا گو ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کرتے رہیں اور انگلستان کے جو احمدی جنہوں نے آپ کی خدمت کی، آپ سے پیار اور محبت کا سلوک کیا ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں اور یہ عہد کر کے جائیں کہ کسی قیمت پر ایک انچ بھی خدا کے دین کی حفاظت سے پیچھے نہیں ہٹنا، اسی میں آپ کی زندگی ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع کرائی جائے گی اور نماز عصر کے معاً بعد جو احباب مسجد میں ہیں وہ باہر جا کر صف بندی کرلیں جو باہر ہیں وہ وہیں سے صف بندی میں شامل ہو جائیں۔ پانچ نماز

جنازہ پڑھی جائیں گی اور ان میں سے ایک حاضر ہیں یعنی احتجاج علی صاحب زبیری، یہ اٹک سے تشریف لائے تھے۔ ان کے مجھے بار بار بڑے دردناک پیغام مل رہے تھے۔ لکھ رہے تھے کہ مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے اور مگر میری بڑی شدید تمنا ہے کہ آپ آئیں تو میں وفات پاؤں یا آپ میرا جنازہ پڑھائیں۔ تو اللہ کے فرشتے ان کو یہاں لے آئے اور یہاں آ کر ان کی وفات ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے اپنی اس تمنا میں بہت ہی صادق تھے اور بہت بے قراری تھی چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کو جلسہ کے بہانے یہاں بلایا اور پھر یہیں ان کی وفات کا وقت آیا۔

غائبانہ چار جنازے مکرمہ صفیہ سلطانہ صاحبہ ملک عبدالقادر صاحب لاہور میں دارالذکر کے پاس رہتے تھے ان کی بیگم تھیں موصیہ تھیں۔ ان کے بچے بھی بڑے مخلص خدام الاحمدیہ کے کاموں میں پیش پیش، ایک بچہ ان کا وہاں گھو کہلاتا تھا وہ دارالذکر میں مہمان نوازی کے کاموں میں بہت پیش پیش ہوا کرتا تھا۔ اسی نے لکھا ہے اپنی والدہ کے لئے۔

مکرم خائف احمد صاحب ہمارے مبارک احمد صاحب پانی پتی لاہور کے مخلص احمدی ہیں ان کے داماد ہیں لئیق ان کے بھائی نوجوانی کے عالم میں بالکل یہ دل کے حملے سے فوت ہو گئے۔ غالباً حکیم صاحب مرہم عیسیٰ (والے) کے پوتے تھے۔ لئیق بھی اپنے خسر مبارک احمد صاحب پانی پتی کیساتھ جلسے کی شمولیت کے لئے آ رہے تھے تو کراچی میں جن احمدیوں کو روکا گیا ہے اسلام کی خدمت کے اظہار کے طور پر ان میں ایک یہ بھی شامل ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا دے اس تکلیف کی۔

چوہدری نواب خان صاحب کوٹ ہراسنگھ ضلع گوجرانوالہ نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابتدائے جوانی میں ہی احمدیت کو قبول کیا اور پھر کافی اردگرد تبلیغ کر کے بہت سے دوسروں کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔

غلام احمد صاحب بشیر ہیگ کے کسی زمانہ میں واقف زندگی تھے پھر ابتلاء بہت سخت آیا پھر پیچھے ہٹے پھر پیغامی ہو گئے۔ اخراج از جماعت بھی ہوا۔ آخری دور میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے بچا لیا اور بہت گریہ وزاری سے استغفار بھی کرتے رہے اور معافی کا خط لکھتے رہے جماعت سے رپورٹ منگوائی تو انہوں نے کہا کہ واقعۃً خدا تعالیٰ نے سچی توبہ کی توفیق بخشی ہے اور کبھی بھی شرارت

نہیں کرتے بلکہ ہر کام میں ممد و معاون ہیں۔ پھر میں نے ان کو معاف کیا اور اس تھوڑے عرصے میں جو دیکھا ہے خدا کے فضل سے بڑی تیزی سے اخلاص میں ترقی کر رہے تھے اور خدمت کے کاموں پر کمر بستہ رہتے تھے۔ ان کا بھی ان کے مبلغ نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے وفات ہوگئی ہے۔ ان کو بھی نماز جنازہ غائب میں شامل کر لیا جائے۔ انشاء اللہ عصر کی نماز کے معاً بعد باہر جا کر صف بندی کر لیں اور وہاں ایک حاضر جنازے کیساتھ یہ چار غائب جنازے ہوں گے۔